''تیرا نام لکھوں میں آنکھوں پر''

مولانا حافظ عبدالجبار سلفی صاحب مدظلہٗ
خطیب جامع مسجد ختم نبوت کھاڑک ملتان روڈ لاہور

تاریخ کا یہ عجیب وطیرہ ہے کہ جب تک ایک کردار سچائی کے لہو سے ''غسل'' نہ کر لے، اسے آغوش میں نہیں لیتی۔ جب تک ایک کردار باطل کی تلوار سے اپنا سر نہ کٹا لے، اس کے ''نقوش کفِ پا'' کو روشنی عطا نہیں کرتی۔ کہتے ہیں ''انسان دنیا میں مرجائے لیکن تاریخ میں کبھی نہ مرے کہ یہ موت بڑی ''تکلیف دہ'' ہوتی ہے۔ جس عظیم اور بہادر عالم دین پر ''خامہ فرسائی'' کی جارہی ہے اس کو ''فیاضِ قدرت'' نے بے شمار صلاحیتوں سے مالا مال فرمایا اور پھر صداقت کے لہو سے غسل کروا کر اسے تاریخ میں ''زندہ وجاوید'' کر دیا۔ کراچی میں علامہ سیماب اکبر آبادیؒ کے مزار پر یہ شعر لکھا ہوا ہے جو اس عظیم شخصیت پر صادق آتا ہے۔

میں مر کے بزمِ وفا میں ہوں آج بھی زندہ
تلاش کر میری محفل ، مرا مزار نہ پوچھ!

مولانا حق نوازؒ کا شمار ان شخصیات میں ہوتا ہے جو صرف پڑھے ہوئے نہیں بلکہ ''کڑھے'' ہوئے ہوتے ہیں۔ مدارس و یونیورسٹیز کے ان فارغ التحصیل افراد سے ان کا دور کا بھی تعلق نہیں تھا، جن کی بغلوں میں تو ''علمی ڈگریاں'' لیکن کھوپڑیوں میں ''جہل کا آشیانہ'' ہوتا ہے۔ انہوں نے جو کچھ پڑھا، اُسے ہضم کیا اور اپنے وجود میں اُسے رچایا بھی ہے۔ ''سخن گوئی'' اور ''سخن سنجی'' کی دولت سے بہرہ یاب اس مردِ قلندر نے خود کو ''عزیمت اور فقر'' کے اس مقام تک پہنچا دیا تھا، جس میں فقیر کانٹوں کے فرش پر سو کر اسی ''خواب شیریں'' کے مزے لیتا ہے، جو ''راجاؤں'' کو ''نرم وخوشنما'' سیج پر ملتا ہے۔

مولانا حق نواز شہیدؒ مخالفینِ صحابہؓ کے تعاقب میں!

مولانا حق نوازؒ کہاں پیدا ہوئے؟ کب پیدا ہوئے؟ کہاں پڑھے؟ اور کہاں سے اُبھرے؟ ان عنوانات پر ''قلم کشائی'' کرنا خواہ مخواہ مضمون کی آنتیں کھینچنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ اس پر بہت کچھ لکھا گیا۔ ہم اختصار کے ساتھ مولانا شہیدؒ کے کاز پر بحث کریں گے۔ جس منصف مزاج شخص نے مذاہبِ عالم کا مطالعہ کیا ہے وہ اس حقیقت کا اقرار ببانگ دہل کرے گا کہ رافضیت سے بڑھ کر بدنصیب فرقہ کوئی نہیں جو آج بھی اپنے قلب وذہن میں ہر قسم کی آلائشوں اور غلاظتوں کا انبار سموئے

Scanned with CamScanner

ہوئے ہیں۔ غور کیجئے جس مذہب میں جھوٹ کو "تقیہ" گالیوں کو "سب وتبرا" اور زنا جیسے مردود فعل کو "متعہ" کا نام دے کر "حب اہل بیت" کی "لم" تراشی جائے۔ اُس مذہب کے پیروکار اُن پاک طینت ہستیوں کے ایمانوں کو "ناپنے اور ماپنے" میں بلاوجہ ہلکان ہوتے پھریں، جو چمنستانِ رسالت کے سرسبز وشاداب پھول تھے۔ جن کے تقویٰ وطہارت سے قیامت تک زمانہ مہکتا رہے گا۔ فیض یافتگان رسالت میں کوئی گلاب کے پھول جیسا ہے جس کی خوشبو اپنی جگہ روح افزاء ہے۔ کوئی موتیا کی مانند ہے۔ جو اپنے نرالے پن میں "باصرہ نواز" اور معطر کن ہے۔ کوئی چنبیلی جیسا ہے، جو روحِ ایمان میں وجد کو "رقص کناں" کر دیتی ہے۔ اور کوئی اس ہریالی کی مانند ہے جو صبح سویرے آنکھوں میں "لذت" اور دماغ میں "فرحت" پیدا کر دیتی ہے غرضیکہ۔

محمد مصطفیٰ ؐ کے باغ کے سب پھول ایسے ہیں
جو بن پانی کے رہتے ہیں مرجھایا نہیں کرتے

اُن "یارانِ وفا" اور "غلامانِ نبوت" کے خلاف کیسی کیسی ہرزہ سرائی کی گئی؟ یہ ایک مستقل عنوان ہے۔ عربی، فارسی اور اردو کتابوں کے اندر ایسی مغلظات موجود ہیں کہ تحریر کرتے ہوئے غیور اور باضمیر قلم "سیاہی" دینا چھوڑ دے۔ اس سلسلے میں ہم امام شعبیؒ (متوفی ۱۰۱ھ) کی ایک مبنی برحقیقت عبارت پیش کرنے کی جسارت کرتے ہیں فرمایا "یہود ونصاریٰ اہل تشیع کے مقابلہ میں اپنے پیغمبر کے زیادہ مرتبہ شناس اور قدردان ہیں، یہودیوں سے پوچھا گیا تمہاری ملت میں سب سے بہتر کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی اور ان کے اصحاب! عیسائیوں سے پوچھا گیا تمہاری ملت میں سب سے بہتر کون ہیں؟ انہوں نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری! شیعوں سے پوچھا گیا تمہاری ملت میں سب سے بدتر کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (معاذ اللہ) (منہاج السنۃ حصہ اول ص ۶)

رافضیوں کے کفریہ عقائد جاننے کے لئے علماء کرام ان کی اصل کتب تک رسائی کرنے کی کوشش کریں، علماء وعوام الناس اکابرین اہل سنت کی تردید رفض میں لکھی گئی کتب مطالعہ میں رکھیں۔ جن کی ایک طویل فہرست ہے، اگر ہم "مشتے نمونہ از خروارے" بھی نام درج کریں تو "ڈاڑھی" سے "مونچھیں" بڑھ جائیں۔ قصہ مختصر یہ ایک ایسے "لاعلم" اور "مذہب" لوگوں کا ٹولہ ہے جو اپنے زعم کے مطابق اصحابؓ وآل نبیؐ پر تابڑ توڑ حملوں کا حق رکھتا ہے۔

آں کس کہ نداند و بداند کہ بداند
در جہل مرکب ابدالدھر بماند

قارئین کرام! ۱۹۷۹ء میں ایران کا "شیعی انقلاب" آیا جسے "اسلامی انقلاب" کہا جاتا ہے اور کہنے والوں میں بعض "صاحبانِ جبہ ودستار" بھی نظر آتے ہیں اور ایسے "صاحبان" ہر دور میں آٹے میں نمک کی مقدار رہتے ہیں۔ علماء کے درمیان علمی اختلاف ایک رحمت ہے بشرطیکہ وہ مخالفت نہ ہو، اختلاف ہو۔ نیز یہ تحقیق کرنے کی بھی ضرورت ہوتی ہے کہ آیا وہ علماء بھی ہیں؟ یا علماء کے بھیس میں ہیں؟ حال ہی میں کینیڈا کے شہر "ٹورانٹو" میں ایک "ہم جنس پرست" امیدوار انتخابی میدان میں اُترا اور اس کی انتخابی مہم چلانے میں پیش پیش وہاں کی مسجد "دارالسلام" کی کمیٹی کے صدر اور مسلمان راہنما ہیں، جس پر مسلمان مشتعل ہیں مگر ان صاحب کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ یہ ساری تفصیل ماہنامہ "ضیائے آفاق" میں شائع ہوئی جو

Scanned with CamScanner

کینیڈا سے انگلش میں اور پاکستان سے اردو میں چھپتا (بحوالہ ضیائے آفاقمارچ ۲۰۰۸ء لاہور) ہے۔ تو کیا ہم ایسوں کو واقعی "راہنمایان دین" تسلیم کرلیں گے؟ ہرگز نہیں۔ جب بھی کوئی مخلص لوگوں پر مشتمل تحریک اٹھی تو اس کی راہ میں روڑے اٹکانے والے یعنی "ضمیر فروش" بھی آگے بڑھے، تاہم اکثریت ان علماءِ حق کی ہوتی ہے جو کسی اصولی یا جائز بنیاد پر اختلاف کرتے ہیں۔

ایرانی انقلاب سے پہلے پاکستان میں تنظیم اہل سنت کے اسٹیج سے دفاع صحابہؓ کا کام زور وشور سے جاری تھا۔ تنظیم اہل سنت کے ساتھ "جہابذۂ روزگار" علماء تھے اور زمامِ کار مولانا عبدالستار تونسوی کے ہاتھ میں تھی۔ انڈیا میں مولانا محمد منظور نعمانیؒ، مصر میں ابراہیم الجیہانؒ اور پاکستان میں مسلکِ اہل حدیث کے مولانا احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ وغیرہم تحریری اور تقریری طور پر کام کررہے تھے۔

تونسوی صاحب سے رافضیت کو بوکھلاہٹ

چنانچہ ایک شیعہ رائٹر نے اخبار "ہفت روزہ ندائے شیعہ" میں لکھا "پاکستان کی تاریخ میں مناظرانہ فضاء پیدا کرنے والے ملاں عبدالستار تونسوی ہیں، جن کی پشت پر سعودی عرب کا ہاتھ ہے اور انہی کے ایماء پر تنظیم اہل سنت کا سٹیج تیار کیا گیا۔

(ہفت روزہ ندائے شیعہ ۶ جنوری ۱۹۸۸ء)

سیّد مرتضٰی رضوی کا واویلا

اس سے آگے بڑھ کر شیعہ عالم سید مرتضٰی نے اپنی عربی کتاب مسمّٰی بہ "آراء علماء المسلمین فی التقیۃ والصحابۃ وصیانۃ القرآن الکریم" میں بھی ہرزہ سرائی کرتے ہوئے لکھا:

فی هذا العصر مثال! ابراهیم الجیهان، احسان الٰهی ظهیر الباکستانی، عبدالله محمد الغریب، محمد عبدالستار التونسوی، ابوالحسن الندوی، محمد احمد الترکمانی ومن لف لفهم فاشتری منهم مابقی من دینهم وضمائرهم بثمن بخس لبث السموم ونشرها علیٰ مستوی عالم. ولیعلم الافاکون، والمضللون والذینی یسعون فی نشر هذه السموم ضدهذه الطائفة الشیعة الامامیه ان هذالیضرهم بشئی، الخ

(ص ۲۴۸ طبع بیروت)

"اس زمانہ میں ابراہیم جیہان، احسان الٰہی ظہیر (پاکستانی) عبدالستار تونسوی، ابوالحسن علی ندوی، محمد احمد ترکمانی اور ان جیسے کم قیمت ضمیر کے مالک لوگوں کو خریدا گیا۔ تاکہ وہ علماء امامیہ کے خلاف پروپیگنڈے کی فضاء قائم کریں۔ مگر گمراہ کن جان لیں کہ وہ مذہب امامیہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے"۔ الخ

ان تحریروں سے بخوبی علم ہوتا ہے کہ اہل سنت کے یہ علماء کام کررہے تھے اور ان کے کام سے دنیا بھر کے شیعہ علماء خائف تھے۔ لیکن ۱۹۷۹ء میں جب شیعیت ایک نئے روپ سے آئی اور انتہائی جارحیت کے ساتھ متنازعہ ترین لٹریچر ایران سے پاکستان آنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے قومِ سباء کو منہ توڑ جواب دینے کے لئے مولانا حق نواز شہیدؒ کو لا کھڑا کیا۔ آپ کی خطابت

Scanned with CamScanner

نے صورِ اسرافیل کا کام کیا، ملک بھر سے سینکڑوں نوجوان، جو مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھتے تھے، پروانہ وار آپ کی آواز پر آنے لگے، مولانا شہیدؒ اخلاق اور تواضع میں باکمال و بےمثال تھے۔ ہم نے اگرچہ ان کو نہیں دیکھا لیکن ان کو دیکھنے اور سننے والوں کے بقول اُن میں ہمعصر علماء کے ساتھ محبت اور عقیدت کا عنصر نمایاں تھا۔ کچھ اُن سے حسد تو کرتے تھے وہ کسی سے نہیں، کچھ ان کے مخالف تھے لیکن ان کی کسی کے ساتھ معاصرانہ چشمک نہ تھی۔ نہ تکبر و نخوت اور عالمانہ خشونت و پیوست، کلاہ نہ طرّہ، نہ جبّہ نہ قبہ، نہ عباء نہ قباء، نہ خرقہ نہ مرقّع، نہ خدام و حشم نہ لاؤ لشکر، نہ نمود و نمائش کے خواہاں نہ عظمت کے اجلال کے طلبگار، ناموری کی ہوس نہ روپے پیسے کی لالچ! نہ ستائش کی تمنا نہ صلے کی پرواہ! بس عاجزی کا پیکر تھے۔ ان کی خطابت میں گھن گرج ضرور تھی لیکن چیخم دھاڑ بالکل نہیں، تسلسل تھا، بے ربطی نہیں۔ روایتی خطباء کی طرح من گھڑت حدیثیں اور داستانیں نہیں سُناتے تھے، پختہ گفتگو اور گرم جستجو کے مالک تھے۔ بعض لوگ جب جوش میں بولتے ہیں تو ہوش و حواس کھو بیٹھتے ہیں۔ لیکن مولانا شہیدؒ ہوش و حواس میں ''جوش و جذبات'' کا جادو دکھاتے تھے، آجکل بعض خطباء کرسی پر ٹانگ رکھ کر جب اپنی ''مُرغ خطابت'' کا مظاہرہ کرتے ہیں تو حالت دیدنی ہوتی ہے۔ سانس پھول رہا ہوتا ہے، ''لُعاب دھن'' داڑھی کے بالوں کا تقدس پامال کر رہا ہوتا ہے۔ گردن کی رگیں پھٹنے پہ آجاتی ہیں۔ رانوں پر ہاتھ مار مار کر اپنی ''جانِ حزیں'' پہ ظلم ڈھا رہے ہوتے ہیں۔ خود سوچئے! جہاں ''سٹائل'' ہوگا وہاں ''دلائل'' نہ ہونے کے برابر ہوں گے۔ جہاں ''نام و نمود'' ہوگا وہاں عقل و خرد پہ ''جمود'' ہوگا۔ جہاں اپنی خطابت کا سکہ بٹھانا ''مقصود'' ہوگا وہاں خلوص ''مفقود'' ہوگا اور جس خطیب میں ''کبر و غرور'' ہوگا اس سے ''استفادہ'' بے سود ہوگا۔ ایسوں کے متعلق یونہی تو نہیں کہہ دیا گیا۔

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر میکند
چوں بخلوت می رسند ایں کار دیگر می کنند

لیکن! مولانا حق نواز شہیدؒ دردِ دل رکھنے والے ایک بے باک عالم دین تھے۔ ان کی زبان سے نکلنے والے جملوں کا تعلق اُن کے ''معدے'' کے ساتھ نہیں بلکہ ''دِل'' کے ساتھ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بہت جلد ''دلوں'' میں جگہ بنا گئے۔

بزرگوں کا کہنا ہے کہ ''سنگ کٹ جاتے ہیں جہاں پانی کی دھار گرے'' اور آنکھوں سے بہنے والے اشک گالوں پر جھریاں ڈال دیتے ہیں۔ مولانا شہیدؒ نے تو صحابہؓ کے عشق میں وہ آنسو بہائے کہ دلوں میں شگاف ڈال دیئے، انہوں نے جذبۂ ولولہ دے کر ''مہر بلب'' قوم کو زبان دے دی بلکہ اس ''مسکین قلمکار'' سے اختلاف نہ کیا جائے تو کہوں گا کہ اُن کی جدوجہد سے کئی ''فراموش شدہ'' پھر قوم کے سامنے آگئے۔ بہرحال انہوں نے علماء کرام کی شان و شوکت اور دبدبہ ولولہ میں ایک شاندار اضافہ کیا ہے۔

راقم الحروف تجرباتی دور میں!

راقم الحروف کو کسی بھی مذہب یا مسلک کی بنیادی اور اصل کتب جمع کرنے کا جنون کی حد تک شوق ہے۔ تاکہ علمی طور پر کسی کا ردّ کیا جائے تو اصل ماخذ سامنے ہو نہ کہ اِدھر اُدھر سے اخذ کر کے گزارا کیا جائے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مذہب

Scanned with CamScanner

شیعہ کی بنیادی کتب حاصل کرنے میں کافی حد تک کامیابی ہوئی۔ ایک دن مولانا حق نواز شہیدؒ کی چند تقریروں کی کیسٹیں اور شیعہ کتب کا ذخیرہ جمع کیا اور دورانِ تقریر مولاناؒ جو شیعہ کتب سے حوالہ جات پیش کرتے تھے، اُن کے بتائے ہوئے صفحات نمبر اصل کتب میں دیکھنے لگا۔ تو یقین فرمایئے کوئی ایک حوالہ بھی سیاق وسبق سے ہٹ کر نہیں تھا۔ من وعن وہی عبارت، وہی صفحہ اور مصنف کا نام! اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مولانا شہیدؒ جہاں وسیع المطالعہ تھے وہاں خوفِ خدا بھی کوٹ کوٹ بھرا ہوا تھا۔ کیونکہ یہ کام تقویٰ کی بنیاد پر ہی ہوسکتا ہے۔ وگرنہ نفرت آکر جذبات کی رَو میں دشمن پر کوئی بھی الزام لگا دیا جاتا ہے۔ حوالہ جات کے اندر تقطیع کردی جاتی ہے۔ مگر آپؒ بڑے اعتماد کے ساتھ حوالہ جات بیان کرتے تھے۔ جو آپ کی ثقاہت وتبحر علمی پر داد ہیں۔

راقم الحروف طبعاً مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ذوق رکھتا ہے اور اس سلسلے میں کوئی "چند ایک صفحات" بھی شائع کرچکا ہے۔ جب مولانا حق نوازؒ نے دارالعلوم کبیر والہ میں اس مسئلہ پر گفتگو کی تو دلائل کے انبار لگا دیئے چنانچہ راقم نے اس پوری تقریر کو قرطاس پر منتقل کرکے کمپوزنگ بھی کروالی اور ابتدا میں ایک "گرما گرم" مقدمہ لکھ کر "ضربِ امیر عزیمت بر فتنہ مماتیت" کے نام سے پمفلٹ کی صورت میں شائع کرنے کا عزم بالجزم کرچکا تھا۔ لیکن ہمارے جذبات پر اس وقت "اوس" پڑ گئی جب کوئی مہربان وہ مسودہ لے اڑا۔ اور یہ مسکین اس مہربان کی "لسان کف آلود" سے اپنا دامن بچانے کے لئے فقط اتنا ہی کہہ سکا۔

دیکھنا ، لینا ، پکڑنا ، دوڑنا جانے نہ پائے
لے چلا میری شکیبائی وہ کافر لے چلا

مولانا حق نوازؒ کے متعلق حضرت قاضی مظہر حسینؒ کا ایک دلربا جملہ

سیدی ومرشدی مولانا قاضی مظہر حسینؒ (خلیفہ مجاز مولانا سید حسین احمد مدنیؒ) نے مولانا حق نوازؒ کی شہادت کے بعد ایک تفصیلی مضمون تحریر کیا تھا، جو ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور میں بابت مارچ ۱۹۹۰ء میں تقریباً ۳۴ صفحات پر شائع ہوا۔ اس میں حضرتؒ نے مولانا حق نوازؒ کے متعلق بڑا گہرا اور دلربا جملہ لکھا ہے، "خشک مزاج" تو شاید نہ سمجھ سکیں، البتہ خانقاہی نظام سے تعلق رکھنے والے "خط" اٹھائیں گے۔ حضرت قاضی صاحبؒ رقمطراز ہیں "وہ شیعہ جارحیت کے مقابلہ میں دفاع صحابہؓ کے جذبہ سے سرشار تھے اور اُن پر ایک "حال غالب" تھا۔ وہ غلبۂ حال کی وجہ سے معذور تھے۔ اور اسی راہ میں جان دے دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (حق چار یارؓ ص ۵۲، بابت مارچ ۱۹۹۰ء)

حال کیا ہے؟

یہ تصوف کی ایک خاص اصطلاح ہے۔ حال عمل کے ثمرہ کو کہتے ہیں، شیخ تھانویؒ کا ارشاد پڑھیے "سالک کے قلب پر جو کیفیت غیب سے نازل ہو اور اس میں اس کا کچھ اختیار نہ ہو، اس کو حال کہتے ہیں الخ (شریعت وطریقت ص ۴۱۵)

اور علامہ خالد محمود نے بھی "دل کو بھا" جانے والی عجیب بات کہی کہ "(حال) جب سالک کی کیفیت میں آجائے تو سمجھے کہ اس کا عمل قبولیت پا گیا الخ (آثار الاحسان فی سیر السلوک والاحسان ج ۲۰ ص ۱۹۷)

حضرت قاضی صاحبؒ سمیت اس وقت کے تمام سرکردہ علمائے کرام اور مدیرانِ جرائد ورسائل نے مولانا کی

Scanned with CamScanner

شہادت پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔

ہفت روزہ ''چٹان'' نے ٹائٹل پر ''مولانا حق نواز جھنگوی کا خونِ ناحق'' کی سرخی جمائی۔ آپ کی شہادت کو سیاسی اور مذہبی انتقام کا بدترین طریقہ قرار دیتے ہوئے مضمون نگار ''ابراہیم نفیس'' نے لکھا ''ان کی زندگی کا مقصد و مشن صرف اور صرف شیعیت کا توڑ اور عوام کو شیعہ فرقہ کی چیرہ دستیوں سے آگاہ کرنا تھا۔ مولانا حق نواز جھنگویؒ دیوبندی مسلک کے روایتی طریقہ کار سے ہٹ کر عملی جہاد کے پیغامبر تھے۔ اور انہوں نے صحابہ کرام وصحابیات کے بارے میں شیعہ مسلک کے پوسٹ مارٹم کو اپنا شعار بنا رکھا تھا۔ الخ

(''چٹان'' لاہور بابت یکم تا ۷ مارچ ۱۹۹۰ء)

''محبین حق نوازؒ کی خدمت میں گزارش''

بعض جذباتی دوست مولانا شہیدؒ کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے اپنوں کو ''رگڑا'' دے جاتے ہیں۔ ایک کتاب مسمّٰی بہ ''زخم اور عزم'' میں میرے فاضل دوست نے مولانا قاضی مظہر حسینؒ، مولانا تونسوی صاحب اور مولانا فضل الرحمٰن پر الفاظ کی ''گولہ باری'' کی ہے۔ ایک مولانا حق نواز شہیدؒ کی سوانح حیات شائع ہوئی جو ابو اسامہ محمود صاحب کی تالیف ہے۔ ان ''صاحب'' نے بھی مولانا فضل الرحمٰن اور مولانا عبدالحق خان بشیر کے متعلق کوئی اچھے ریمارکس نہیں دیئے۔ میرے برادر کبیر، فاضل لبیب، مصنف کتب کثیرہ ومؤلف کتب وافرہ مولانا ثناء اللہ سعد نے اپنی کتاب ''مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ'' میں ملی یکجہتی کونسل کی بحث میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ پر ہلکی پھلکی تنقید کی ہے۔ میں مانتا ہوں اظہار رائے کی آزادی ہونی چاہیے لیکن اپنی رائے دینے کا انداز کیسا ہو؟ اور یہ اختیار کیسے ہو؟ میرا خیال ہے اس پر غور وخوض ہونا چاہیے۔ میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ سپاہ صحابہؓ اور خود بانیٔ جماعت کے ساتھ بعض مرتبہ ''سوتیلی ماں'' کا سلوک ہوا ہے۔ اسی طرح دیگر تنظیموں کے بعض جیالے ان ''دیوانوں'' اور ''مستانوں'' سے چھیڑ چھاڑ کرتے ہیں لیکن ''محبان حق نواز شہیدؒ'' کو میرا مشورہ ہے کہ وہ آپس کی غلیج کو ختم کرنے کے لئے علامہ سیمابؒ کا یہ شعر کہہ کر قربانی دیں۔

تیری اس بھول کا احسان ، تیری اس یاد کا شکر
کہ مجھے بھول گیا ، میرے گناہ یاد رہے

انہی ٹوٹے پھوٹے الفاظ پر میں اپنے ''قلم کے گھوڑے'' کو لگام دینے کی کوشش کروں گا اور مولانا شہیدؒ کے مخالفین جو دراصل اسلام کے مخالفین ہیں سے کہوں گا کہ دلائل کا جواب گولی یا گالی نہیں ہوتی۔ قتل سے جسم ختم ہوتے ہیں، نظریات نہیں، لہٰذا مولانا حق نوازؒ کے مؤقف کا دلائل سے مجتہدین شیعہ جواب دیں اور یہ رُباعی ''نگاہ کیف اثر'' سے گزار لیں کہ۔

پہلے لفظوں میں رنگ بھرنا سیکھو
پھر بحرِ معانی میں اُترنا سیکھو
معلوم ہے جس قدر ہو تم پانی میں
باتیں نہ چباؤ بات کرنا سیکھو

Scanned with CamScanner